

پیارے احمدی بھائیوں کی چند غلط فہمیاں

اور ان کا آسان الفاظ میں ازالہ

جماعت احمدیہ جسے اسکے بانی حضرت مہدیؑ نے شب و روز کی محنت اور اپنی ناقابل فراموش کوششوں سے جن میں ہر آن خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی شامل تھی اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔ یہاں ان جانثاروں کیلئے بھی دل سے دعا اٹھتی ہے جنہوں نے اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بڑی بڑی ملازمتوں اور عہدوں کو جو اسلام کے اس تاریک دور میں مسلمانوں میں سے چند لوگوں کو ہی نصیب تھیں کیونکہ ایک خاص چھپی ہوئی کوشش جو کہ عیسائیت کی طرف سے اور پھر اُس وقت کے مسلمان ملاؤں کی طرف سے تھی کہ مسلمان تعلیم اور ہنر میں زیادہ آگے نہ آسکیں۔ ملاؤں کو اس لیے مجرم ٹھہرایا جاسکتا ہے کیونکہ لوگوں کو یہ کہا کرتے تھے کہ انگریزی زبان کفار کی زبان ہے اور اسے سیکھنا بھی گویا کہ کفر کے مترادف ہے۔ بہر حال ان دونوں اپنوں اور بیگانوں نے مل کر اسلام کو کافی دیر تک نقصان پہنچایا۔ اور مسلمانوں کو جہالت اور بد حالی کی طرف دھکیل دیا مگر خدا کے ہاتھ نے اسلام کو دوبارہ زندگی بخشی اور حضرت مہدیؑ جو کہ مثیل مسیح ہونے کیساتھ ساتھ مثیل مصطفیٰ ﷺ بھی تھے کا ظہور ہوا اور آپ کو خدا تعالیٰ نے وہ جانثار اور فدائی لوگ عطا کیے جو حضورؐ کیساتھ آپکے بازو بن کر شب و روز کام کرنے لگ گئے تاکہ حضرت مہدیؑ کا پیغام جو کہ دراصل حضرت محمد ﷺ عربی کا ہی پیغام ہے دنیا میں پھیل جائے تاکہ لوگ اسلام کے حقیقی چھنڈے تلے آجائیں اور تاتو حید اور اسلام کا بول بالا ہو۔ اس عاجز کی دلی دعا ہے کہ اے خدا حضرت مہدیؑ اور اُنکے رفقاء کے جو احسانات ہم پر ہمیشہ ہمیش کیلئے ہیں اُنکے بدلے اُنکے درجات اور بلند کردار اور حضورؐ کی جماعت کو تمام غلط فہمیوں جو کہ بعد میں رفتہ رفتہ اس جماعت میں پیدا ہو گئیں ان سب سے پاک فرماتا کہ ہم سب مل کر حضرت مہدیؑ کے مشن کو آگے بڑھانے والے بن سکیں۔ خدا کرے جلد ایسا ہوا آمین ثم آمین۔

اب خاکسار جماعت احمدیہ میں خلیفہ راشد حضرت مولوی نور الدینؒ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والی کچھ غلط فہمیوں کی طرف آتا ہے جو کہ قطعی طور پر حضرت مہدیؑ اور حضرت خلیفہ اولؒ کے احکامات اور ہدایات بلکہ اُنکے ایمان (کہنا زیادہ موزوں ہوگا) سے بھی باہر ہیں اور یہ غلط فہمیاں کھلے طور پر حضورؐ کی تحریرات اور ہدایات سے اور پھر حضرت خلیفہ اولؒ کی دی ہوئی ہدایات سے بھی باہر ہیں۔ خلیفہ اولؒ کی وفات کے بعد جماعت کے چوٹی کے عالم اور فاضل جنہیں حضرت مہدیؑ نے حضرت مولوی نور الدینؒ کی طرح اپنا بازو قرار دیا تھا اور اُنکے بارے میں حضرتؒ کو کم و بیش دو دفعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام بھی ہوا تھا اور حضورؐ سے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۳۳ پر اپنی صداقت کے نشانوں میں نشان نمبر ۱۴۸ کے طور پر درج بھی کر چکے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا الہامی شعر بغرض اختصار درج کر دیتا ہوں اور قارئین سے سید محمد احسن امر وہیؒ کے بارے میں حضورؐ کی تحریر (جس کا حوالہ خاکسار نے اوپر دے دیا ہے) پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا۔ ازپئے آل محمد احسن را تارک روز گاری ینم سید محمد احسن صاحب امر وہیؒ اور بہت سارے دوسرے علماء اور اصحاب احمد نے بھی جماعت میں پیدا ہونے والی ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی مگر ان میں سے بعض کو نعوذ باللہ پاگل کہا گیا اور بعض کو دینا کا کیڑا یا پیغامی فتنہ کہہ کر لوگوں کو اُن کیساتھ ملنے سے بھی منع کیا گیا۔ ان غلط فہمیوں میں سے کچھ خلیفہ اولؒ کی وفات کے فوراً بعد پیدا ہو گئیں اور کچھ رفتہ رفتہ وقت گزرنے کیساتھ ساتھ ضرورت پڑنے پر پیدا کی گئیں۔ **ضرورت کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کیونکہ خلیفہ ثانیؒ کے وقت بعض امور کی طرف افراد جماعت کی توجہ نہ تھی کیونکہ صدی کا خاتمہ نہ ہوا تھا۔ مگر خلیفہ ثالثؒ کے وقت صدی کا خاتمہ ہو رہا تھا چنانچہ وقت کا تقاضا تھا کہ اب کچھ کیا جائے۔ اس وقت مجددیت کے بارے میں ایک غیر معمولی الہام اور غلط فہمی پیدا کی گئی۔ جس کا ذکر خاکسار آگے چل کر کرے گا۔ الغرض یہ غلط فہمیاں آہستہ آہستہ وقت کی ضرورت کے مطابق جماعت میں پیدا ہوئیں یا کی گئیں۔** خاکسار انہیں اسی ترتیب سے اختصار کیساتھ پیش کرنے کی کوشش کرے گا۔

(۱) **خلافت احمدیہ کو دائمی قدرت ثانیہ کہنا۔** اس سے پہلے کہ خاکسار کچھ قدرت ثانیہ کے بارے میں لکھے ہیں آپ سے ایک دو سوال جو کہ بے حد آسان ہیں اور آپ کو زیادہ سوچ بچار کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی (جیسے کہ خاکسار نے شروع میں وعدہ کیا تھا کہ مضمون مختصر اور عام فہم الفاظ میں پیش کروں گا) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اولؒ کی ذہانت، فراست اور دیانتداری پر کسی کو کوئی شک ہو سکتا ہے؟ کیا آپ کو حضرت مہدیؑ نے خدا سے خبر پا کر اپنا بازو اور اعلیٰ مرتبہ اور مکالمہ و مخاطبہ کا حامل نہیں ٹھہرایا تھا؟ کیا آپ میں سے کوئی (خواہ لاہوری احمدی بھائی یا بہن کیوں نہ ہو) حضرت خلیفہ اولؒ کی ان خداداد خوبیوں اور صلاحیتوں کا منکر ہے؟ میں یقین کامل سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت خلیفہ اولؒ نے اپنی آخری سانس تک اپنے پیارے میرزا سے جو عہد کیا تھا اُسے بخوبی نبھایا اور ایک ذرہ برابر بھی اس میں کوتاہی نہ کی۔ اور کبھی زندگی بھر ایسا نہیں کیا کہ حضورؐ کی تعلیمات اور نصائح میں ذرہ بھر بھی ادل بدل کیا ہو۔ اگر یہ سب سچ ہے تو پھر آپ سب لوگ درج ذیل حضورؐ کے حکم کے بارے میں کیا کہیں گے۔ یہاں صرف تقویٰ کی ضرورت ہے!

”**قدرتِ ثانیہ کیلئے اجتماعی دعا:**۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفہ اولؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کیلئے ہر ملک میں اکٹھے ہو کر اجتماعی دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اولؑ نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ اخبارات میں اجتماعی دعا کی تحریک شائع کریں۔ چنانچہ انہوں نے اسکی تعمیل میں اعلان شائع کر دیا۔ قادیان میں حضرت میر صاحب ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں یہ اجتماعی دعا کراتے رہے۔“ (تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

اب اے میرے بھائیو اور بہنو۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ خلیفہ اولؑ جیسا شخص جس کو ہر دم یہ فکر بھی لگی ہوئی تھی کہ کہیں کوئی غلط رسم یا حضورؐ کے بتائے ہوئے احکامات سے ہٹ کر کچھ جماعت کے عقائد میں شامل نہ ہو جائے۔ اس وقت حضرت میر صاحبؑ کو فوراً یہ کیوں نہ کہا کہ میر صاحب آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں؟ میں آپکے سامنے اُس قدرتِ ثانیہ کا پہلا مظہر کھڑا ہوں۔ آپ کس غلطی سے یہ دعائیں کر رہے ہیں بلکہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا اور آپ خود قدرتِ ثانیہ کے نزول کیلئے دعائیں کرتے اور کراتے رہے۔ اور یہاں تک کہ اپنے اجتہاد سے یہ بھی کہہ دیا کہ ”تیس برس کے بعد انشاء اللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہوگا۔“ (حیات نور صفحہ ۴۰۴ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگر گل)

امرواقع یہ ہے کہ حضرت خلیفہ المسیح اولؑ انتخابی خلافت احمدیہ کی بجائے آئندہ ظاہر ہونے والے موعود کی غلام مسیح الزماں کو ہی قدرتِ ثانیہ کا مظہر سمجھتے تھے۔ تبھی آپؑ نے قدرتِ ثانیہ کے اس موعود مظہر کے ظہور کیلئے اجتہادی رنگ میں وقت کا تعین بھی فرمایا تھا۔ اب حضرت خلیفہ اولؑ کی وفات کے بعد ہوا کیا کہ وہ جو آپؑ کے دور خلافت میں قدرتِ ثانیہ کیلئے دعائیں منگواتے رہے تھے خلیفہ بننے کے بعد خود ہی قدرتِ ثانیہ کے مظہر بھی بن بیٹھے اور مصلح موعود بھی۔ {دیکھیں نیوز نمبر ۵۔ www.alghulam.com} حضرت خلیفہ المسیح اولؑ کی وفات کے بعد انتخابی خلافت کو قدرتِ ثانیہ بنانے کیلئے مزید ایک پختہ کام یہ کیا کہ جس جگہ پر حضرت مولوی نور الدینؑ کا انتخاب بطور خلیفہ اول ہوا تھا وہاں ”مقام قدرتِ ثانیہ“ کے نام سے ایک سائن بورڈ (sign Board) لگا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سائن بورڈ مزید غلط فہمی پیدا کرنے میں معاون بن رہا ہے۔ خدا کرے کہ آپ کو میری یہ گزارش سمجھ آسکے کہ اس قدرتِ ثانیہ نے تو موعود غلام مسیح الزماں کی شکل میں ظہور پذیر ہونا تھا نہ کہ خلافت احمدیہ کی شکل میں! خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وَمَكْرُؤٌ وَاوْمَكْرُؤٌ وَاللَّهُ وَآلَهُ الْخَيْرُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا (ال عمران - ۵۵) اور انہوں نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی تدبیریں کیں اور اللہ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

(۲) **حضرت مہدی موعودؑ کی خلافت کو دائمی کہنا۔** ہم بچپن سے سن رہے ہیں کہ حضورؐ کی خلافت تا قیامت قائم رہے گی۔ اور آج بھی اس کا ذکر تقریباً جماعت کے ہر رسالہ اور کتاب میں کسی نہ کسی رنگ میں پایا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب تک خدا تعالیٰ کی ذات ہمیں ہدایت نہ دے ہمارا دنیاوی علم اور بہت ساری کتابوں کو پڑھ لینا ہرگز کافی نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے خدا تعالیٰ ہمیشہ سے اپنے چنے ہوئے آسمانی لوگ ہماری ہدایت کیلئے نبیوں اور مجددوں کی شکل میں زمین پر بھیجتا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ بظاہر دنیا کے مدرسوں سے بھی علم حاصل کرتے ہیں مگر دراصل خدا کا سکھایا ہوا علم اور عرفان ہی اُنکے مشن کا مرکز اور محور ہوتا ہے۔ اور آخر کار یہی آسمانی علم دنیا والوں کے تمام اہتمام اور غلط فہمیوں کو آسمانی بارش کی طرح مکمل طور پر صاف اور پاک کر دیتا ہے۔ مجھے آج تک یاد ہے کہ صد ہا بار بعض دفعہ ایک ہی مجلس میں یہ دو سوال پوچھے جاتے رہے ہیں۔ اور ہمارے علماء جن کو جماعت میں بہت بڑے بڑے مقامات حاصل رہے ہیں۔ ان سوالوں کے جواب میں مجھے حیرت زدہ کر دیتے تھے۔ خاکسار کے علاوہ اور بھی لوگ حیرت زدہ ہوتے رہے ہیں اور میں خود انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہ ان جوابات سے تسلی نہ پاتے اور پھر کسی اور عالم یا مربی سے یہی سوال دہرا دیتے۔ اور پھر وہی رٹا رٹا یا جواب جو کہ پہلے والا ہی ہوتا پا کر خاموش ہو جاتے۔ ان میں سے پہلا سوال یہ ہوتا کہ کیا نبوت ہمیشہ جاری رہ سکتی ہے یا دوسرے الفاظ میں یہ کہہ لیں کہ حضرت مہدیؑ کے بعد بھی کوئی نبی آسکتا ہے۔ اس کا جواب تو ہمیشہ احمدی علماء یہ دیتے رہے کہ اور کئی نبی بھی خدا چاہے تو آسکتے ہیں۔ جو کہ ہر طرح سے درست ہے اور قرآن کریم اور حضورؐ بھی اسکی تصدیق کر چکے ہیں۔ دوسرا سوال یہ ہوتا کہ خلافت احمدیہ کب تک چلے گی۔ جس کا جواب ہمیشہ ہمارے علماء یہ دیتے کہ قیامت تک موجودہ خلافت احمدیہ چلے گی۔

اب سوال جو کہ ہر عقل اور فہم رکھنے والے کے ذہن میں اُٹھے گا کہ اگر کل کو کوئی نبی آجاتا ہے تو پھر یہ انتخابی خلافت جسے یہ علماء و فضلاء قیامت تک چلانے پر تلے ہوئے ہیں اسکی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا ایک خدا کے چنے ہوئے اور آسمانی علم کے حاصل کے ہوتے ہوئے کسی انسانوں کے منتخب شدہ کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ چھوٹی سی مثال دے کر سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ خاکسار نے آج تک جس دن اچھی طرح بارش ہو جائے اور میری کار (موٹر گاڑی) صاف ستھری ہو جائے۔ اسکے بعد کم از کم اُس دن اپنی کار کو دھلوانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں (الفاظ میرے ہیں مگر مفہوم وہی ہے) کہ بیشک ہمارے گھروں میں اور کنوؤں میں پانی موجود ہے مگر پھر بھی جب تک آسمانی پانی بارش کی شکل میں نہ برسے اور لمبے عرصہ تک دنیا اس سے محروم رہے تو انسانی اور حیوانی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور فصلیں مرنے لگتی ہیں۔ بلکہ آپکے گھروں اور کنوؤں

میں بھی پانی خشک ہونے لگتا ہے۔ یہاں خاکساریہ یاد دلانا چاہتا ہے کہ حضورؐ کا یہ آسمانی پانی والا تمثیلی کلام اللہ کے مامورین کی طرف اشارہ ہے جو کہ آسمان وزمین کا مالک اور خالق خود چن کر اور تعلیم اور تربیت سے آراستہ کر کے اس دنیا میں بھیج دیتا ہے تاکہ لوگ اس خدا کے کلام کے مطابق چلتے چلے جائیں اور اُنکے اندر جو میل کچیل شرک یا دوسری بد اور غلط رسومات پیدا ہو گئیں ہیں اُن کو یہ خدا کا فرستادہ اور خدا کا نمائندہ دھوکہ دہو کر دور کر سکے۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ بنیادی طور پر ان دنیا والوں کی نظر میں تو اُمی تھے مگر دنیا کے سب سے بڑے استاد اور معلم ثابت ہوئے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ وہ عظیم مرتبہ کا انسان بلکہ جسے انسان کامل بنایا گیا اور بنانے والا وہی زندہ خدا ہے جس نے اس دنیا کو تخلیق کیا۔ اس نے خدا سے جو سیکھا وہ تمام دنیا کیلئے نعمت عظمیٰ کی طرح قرآن کریم اور سنت اور احادیث نبویہ کی شکل میں ہمارے لیے چھوڑ دیا جو قیامت تک ہماری راہنمائی فرمائے گا۔ شرط صرف یہ ہے کہ ہم سیکھنا چاہتے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے۔

”ما كانت نبوة قط إلا تابت بعثها خلافة وما من خلافة إلا تبعها ملك“ (ابن عساکر) یعنی کوئی نبوت ایسی نہیں گذری جس کے بعد خلافت نہ آئی ہو۔ اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی جسکے بعد ملوکیت نہ آئی ہو۔“ (بحوالہ اسلامی خلافت کا صحیح نظریہ۔ مؤلف مرزا بشیر احمد صفحہ ۳۱)

پھر ایک اور حدیث کا حوالہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت عبدالرحمان بن سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔“ (احمدیہ بیٹن جرمنی بابت مئی ۲۰۰۵ء شمارہ نمبر: ۵ جلد نمبر: ۱۲ بحوالہ کنز العمال کتاب الفتن من قسم الافعال فصل فی متفرقات الفتن۔ جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۵ حدیث نمبر ۳۱۴۳۳)

اب میرا آپ سے سوال ہے کہ آپ کس طرح اس انتخابی خلافت کو قیامت تک لمبا کر سکتے ہیں؟ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوپر درج دونوں احادیث اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کلام اور عقل اس بات کا تقاضا کر رہی ہے کہ جب تک خدا اپنے نمائندہ کو نہ بھیجے جو اُس کا چنا ہوا ہو اس وقت تک دنیا میں انسانوں کی حالت درست نہیں رہ سکتی۔ کیا خدا اپنی مخلوق کو ایسا چھوڑ دے گا؟ ہمارا یا ہماری آئندہ آنیوالی نسلوں کا کیا قصور ہے کہ انہیں آسمانی بارش سے محروم رکھا جائے؟ کبھی آپ نے کسی باشعور ماں کو اپنے بڑے بیٹے سے محبت اور اپنے چھوٹے بیٹے سے نفرت کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ہمارا زندہ خدا نعوذ باللہ ایک ماں سے بھی گیا گزرا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ ہماری ہدایت میں بھی اتنی ہی دلچسپی رکھتا ہے جتنی پہلی قوموں کی ہدایت اور راہنمائی میں رکھتا رہا ہے۔ وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

خدا کی خاطر اپنی آنکھیں کھولیں اور خدا کے حضور دعائیں کریں تا آپ کو غلام مسیح الزماں جو آپ کی راہنمائی کیلئے بھیجا گیا ہے نظر آسکے۔ اور تا آپ خدا کے نمائندہ کو پہنچان کر فاسق ہونے سے بچ جائیں۔ خدا کرے آپ کو حقیقت جلد نظر آئے۔ آمین ثم آمین۔ خاکسار آپ کو ایک دعوت دیتا ہے کہ آپ سب لوگ مل کر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی کوئی ایک تحریر (صرف ایک تحریر) ہی دکھا دیں جس میں حضورؑ نے کہا ہو کہ میرے بعد میری خلافت قیامت تک چلے گی۔ کوئی شخص قیامت تک یہ نہیں دکھا سکے گا کیونکہ یہ حضورؑ کا عقیدہ نہیں تھا۔

(۳) پیشگوئی مصلح موعود کا حضرت خلیفہ ثانیؑ کو مصداق قرار دینا۔ میرے پیارے بھائی اور عزیز بہنو! اس سے پہلے کہ آپ آگے بڑھیں خاکسار آپ سب کو ایک چیلنج کرتا ہے کہ اگر آپ میں سے کوئی حضرت خلیفہ ثانیؑ کو پیش گوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں دلائل کیساتھ ثابت کر دے تو میں آپ سب سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی اس بہن یا بھائی کو نہ صرف ۵ ہزار کینیڈین ڈالر (\$10000) کا انعام دوں گا بلکہ میں خود عبدالغفار صاحب اور ان کی جماعت جو کہ جماعت احمدیہ اصلاح پسند کہلاتی ہے اسے واپس آکے خلیفہ وقت کی بیعت میں لے کر آؤنگا۔ یہ آپ سب سے میرا عہد ہے۔ مگر میں آپ کو یہ بھی بتادینا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے خواہ وہ بڑے سے بڑا عالم ہی کیوں نہ ہو ایسا قیامت تک نہیں کر سکے گا۔ وجہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی کسی الہامی پیشگوئی کی حقیقت اپنے کسی بندے پر کھول دے تو پھر زمینی لوگوں کے پاس اس حقیقت کو قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا۔ ہاں ضد ضرور قائم رہتی ہے کہ ہم جو ایک سوسال سے مان رہے ہیں آج مٹھی بھر لوگوں کے کہنے پر کیوں چھوڑ دیں۔ اے میرے عزیزو! ذرا غور کرو کیا آج تاریخ اپنے آپ کو دہرائی رہی؟ کیا خدا کے مامور اور اُس کو قبول کرنے والوں کو نفرت اور حقارت کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا؟ آپ سب کو ابھی یاد ہے کہ جب حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے چھٹی صدی میں آکر لوگوں کو بتایا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور وہ آسمان پر زندہ نہیں۔ اب لوگوں نے آپ کو اپنے صد ہا سالوں کے یقین اور ایمان کے برخلاف کہتے سنا اور پھر ہر طرح سے آپ کو دکھ اور مصائب کی چکی سے گزارا۔ کافر، دجال، مغتری، کذاب اور نہ جانے کیا کیا کہا مگر خدا کے اُس بندے نے پوری دنیا کے علماء کو چیلنج کر دیا کہ یہ مجھے میرے خدا نے بتایا ہے اور میں اسے قرآن و حدیث سے ثابت کرتا ہوں۔ کوئی ہے جو میرے اس دعویٰ میں میرا مقابلہ کر سکے۔ آج تک کوئی ایسا مرد پیدا نہیں ہوا جو یہ کر سکا ہو۔ کیا ایسا ہی اس سے پہلے انبیاء اور خدا کے نمائندوں کیساتھ نہیں ہوا؟ ہاں یقیناً ہوا ہے اور آج عبدالغفار صاحب کیساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ وہ با آواز بلند سا ہا سال سے کہہ رہے ہیں کہ وہ اس صدی کا مجدد اور موعود مصلح ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے بارہ مرتبہ فرمایا تھا۔ آج اُن کیساتھ بھی یہی

سلوک کیا جا رہا ہے۔ اب میں ثابت کرتا ہوں کہ حضرت خلیفہ ثانیؒ زکی غلام یا مصلح موعود کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں ہی نہیں آتے۔ مضمون کے طویل ہونے کے ڈر سے کوشش کروں گا کہ اختصار سے کام لوں تاکہ آپ کا قیمتی وقت بچ جائے۔ جیسے کہ آپ سب جانتے ہیں کہ حضورؐ بشیرِ اول کو مصلح الموعود جان رہے تھے جس کا اظہار حضور نے اُنکی پیدائش پر اپنے اشتہار بنام ”**مخوشخبری**“ میں اس طرح فرمایا تھا۔

”اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۱۸/۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶۔ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ **مولود مسعود** پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۴۱)

مگر اللہ تعالیٰ نے بشیرِ اول کو پندرہ (۱۵) ماہ کی عمر میں وفات دے کر جہاں آپکا اور آپکے رفقاء اور اصحاب کا امتحان لیا وہاں یہ بھی ثابت کر دیا کہ یہ حضور کا اپنا اجتہاد تھا نہ کہ خدا کی طرف سے کوئی الہام تھا کہ بشیرِ اول ہی مصلح موعود ہے۔ اپنے اسی اجتہاد کی وجہ سے حضور نے پیشگوئی مصلح الموعود جو کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو بذریعہ اشتہار چھپوائی گئی اس میں ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا کی عبارت میں لڑکا بریکٹ میں لکھ دیا جو کہ الہامی لفظ نہ تھا بلکہ آپ کا اجتہاد تھا۔ یہاں خاکسار اس بات کی وضاحت بھی کر دینا چاہتا ہے کہ حضور نے سزا اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ ”اور اسکے بعد کی عبارت (اس کیساتھ فضل ہے۔۔۔ وَكَانَ آخِرًا مَقْضِيًّا) دوسرے بشیر کی نسبت ہے“، لیکن جس دن یہ دوسرا بشیر یعنی حضرت خلیفہ ثانی پیدا ہوئے تو حضور نے اُسی دن ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان ”تکمیل تبلیغ“ تھا۔ آپ اس اشتہار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

”آج ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روزِ شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام **بالفعل محض تقاول کے طور پر بشیر** اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر یا نبی الہی ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

اگر سزا اشتہار کے یہ الفاظ ”اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔“ الہامی ہوتے تو حضور بے خوف و خطر اور بڑی دھوم دھام سے یہ کہتے کہ آج جو لڑکا (بشیر ثانی) میرے گھر میں پیدا ہوا ہے یہی لڑکا مصلح موعود یا زکی غلام ہے۔ مگر آپ نے ایسا کہیں نہیں لکھا اور نہ ہی فرمایا۔ اب یاد رہے کہ اسکے بعد حضور نے اپنی پوری زندگی بشیر ثانی یعنی حضرت خلیفہ ثانیؒ کو زکی غلام یا مصلح موعود نہیں کہا۔ اگر کوئی دکھادے تو میں اپنا درج بالا عہد پورا کرنے کیلئے تیار ہوں۔

ستمبر ۱۸۹۲ء میں میاں عبدالحق غزنوی کے اعتراض کے جواب میں حضرت مہدی مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں:-

”یہ سچ ہے کہ ۱۸/۱۸ اپریل ۱۸۹۲ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔“ (انوار لاسلام ۱۸۹۵ء) روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)

حضور کے رسالے انوار لاسلام کی تاریخ تصنیف و اشاعت ۱۸۹۵ء ہے۔ اس وقت حضور کے دل کے زندہ موجود تھے یعنی بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ حضور کا یہ حوالہ اس امر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپ نے ۱۸۹۵ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ”مولود موعود“ یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا۔ اگر موجود لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد) میں سے کسی کو آپ نے ”مولود موعود“ قرار دیا ہوتا تو یہاں آپ اس کا ذکر فرماتے اور کہتے کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے کو ”مولود موعود“ قرار دیا ہے۔ جبکہ آپ نے ایسا نہیں فرمایا اور اس طرح یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ۱۸۹۵ء تک آپ نے اپنے کسی لڑکے کو بھی ”مولود موعود“ قرار نہیں دیا تھا۔ اسی طرح مئی ۱۸۹۷ء میں حضور نے اپنے کسی مخالف کے جواب میں رسالہ تجتہ اللہ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

”بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے تو میں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا الہامی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔“ (تجتہ اللہ ۱۸۹۷ء) روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ حضور نے لعنت ڈال کر کہا کہ میں نے کسی بھی لڑکے کو جو کہ ابھی زندہ ہیں ان میں سے کسی کو بھی مصلح موعود نہیں کہا۔ کیا حضور کی اتنی سخت تحریر آپ کیلئے کافی نہیں؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ کافی نہیں تو مزید آگے چل کر خاکسار آپ کو روز روشن کی طرح واضح کر دے گا کہ خلیفہ ثانیؒ ہرگز زکی غلام یا مصلح موعود نہیں ہو سکتے۔ انشاء

اللہ تعالیٰ صرف تقویٰ شرط ہے۔

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال دل میں اٹھتا ہے مرے سوسو ابال
ہے تعجب آپ کے اس جوش پر فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر

۱۸۹۷ء سے آگے چلتے ہیں۔ حضرت مہدی و مسیح الموعودؑ نے ۱۳ جون ۱۸۹۹ء والے دن اپنے پیدا ہونے والے بیٹے مبارک احمد صاحبؒ کے متعلق ڈنکے کی چوٹ پر اور بڑے واضح طور پر اعلان کیا کہ یہی لڑکا مبارک احمد زکی غلام اور مصلح موعود ہے۔ جس کا وعدہ مجھ سے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی میں کیا گیا تھا۔ گو حضورؑ نے اپنے اجتہاد سے نہ کہ الہام پا کر مبارک احمد صاحبؒ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا تھا۔ اجتہاد کی وضاحت آگے جا کر کروں گا۔ کیونکہ قطعی طور یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ حضورؑ کا اپنا اجتہاد یا اندازہ تھا۔ اس اندازہ یا اجتہاد کی بڑی وجہ مبارک احمد کا چار کے عدد سے بہت سارے پہلوؤں سے منسلک ہونا معلوم لگتا ہے۔ جیسے کہ یہ تین کو چار کر نیوالا تھا۔ ہفتہ کے چوتھے دن پیدا ہوا۔ چوتھے گھنٹہ میں اسکی پیدائش ہونا وغیرہ وغیرہ۔ ان سب وجوہات کی بنا پر حضورؑ مبارک احمد زکی غلام اور مصلح موعود جان رہے تھے۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

”سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی (یہ وہی بد زبان عبدالحق غزنوی ہے جس نے حضورؑ کو خط کے ذریعہ لکھا تھا کہ تم تو کہتے تھے کہ تمہارے گھر لڑکا ہوگا اور وہ مصلح موعود ہوگا اور اب وہ کہاں ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کا ذکر خاکسار اوپر کر چکا ہے کہ حضورؑ نے اسے لکھا کہ لعنت ہو اگر میں نے کہا تھا کہ جو لڑکے اس وقت زندہ اور موجود ہیں ان میں سے کوئی مصلح موعود ہے۔ اگر کہا یا لکھا تھا تو دکھاؤ۔ اسکے بعد اس بد زبان کا منہ بند ہو گیا تھا۔ ناقل) کو متنبہ کرنے کیلئے اس پر **چارم** کی پیشگوئی کو ۱۳ جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۳ صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چار شنبہ پورا کر دیا یعنی وہ **مولود مسعود** چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔“ (تزیان القلوب بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

”اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اسکی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔“ (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

اب حضورؑ نے صاحبزادہ مبارک احمدؒ کو زکی غلام کی پیشگوئی کا مصداق ٹھہرا کر خلیفہ ثانیؒ کے زکی غلام یا مصلح موعود نہ ہونے پر ہر تصدیق ثابت کر دی۔ اگر ابھی بھی یہ کافی نہیں اور حجت تمام نہیں ہوئی تو مزید میرے ساتھ تھوڑا آگے چلیں انشاء اللہ جو ذہن کی صفائی (Brainwashing) گزشتہ صدی میں نظام جماعت نے طوطے کی طرح رٹا کر افراد جماعت کی کرکھی ہے انشاء اللہ دور ہو جائے گی اور میرے عزیزو! **آپ پر یہ معاملہ روز روشن کی طرح کھل جائے گا کہ آپ کیساتھ بے حد غلط بیانی سے کام لیا گیا اور اب تک لیا جا رہا ہے۔**

یہاں میں حضرت خلیفہ ثانیؒ کے کارناموں اور خدمات سے ہرگز منکر نہیں۔ آپؒ جیسے کہ حضرت مہدیؑ پر الہام نازل ہوا تھا خدا فرماتا ہے کہ اس بشیر (اول) کے بدلے میں میں تجھے دوسرا بشیر دوں گا اور اسکے اندر بشیر اول کے وصف رکھوں گا وغیرہ گویا کہ آپ نے بشیر اول کا مثیل ہونا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی طویل قیادت میں جماعت کو کئی ترقیات نصیب ہوئیں۔ جماعت کے چوٹی کے علماء اور فضلاء اس دور میں آپ کیساتھ تھے اور انہوں نے مل کر خوب کام کیے۔ لیکن سب خدمات خلیفہ ثانیؒ کو وہ نہیں بنا سکتی تھیں جو وہ نہیں تھے۔ ہاں وہ حضورؑ کے فرزند اور خدمت دین میں پیش پیش رہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ وہ جس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے اس میں داخل ہو جائیں اور پھر نظام جماعت میں اگر کوئی انہیں اس امر کی طرف توجہ دلوائے تو اسے اخراج اور مقاطعہ کا منہ دیکھنا پڑے۔ یہ جبری نظام اسلام کے بخشنے ہوئے انسانی حقوق کی کھلے عام خلاف ورزی کرتا ہے۔ بہر حال خاکسار اختصار کی خاطر اس بحث کو یہاں چھوڑ کر مضمون کو آگے بڑھاتا ہے۔ جیسے میں نے اوپر لکھا تھا کہ حضورؑ نے اپنے اجتہاد سے مرزا مبارک احمد صاحبؒ کو مصلح موعود مانا اور اس کا کھلے عام اعلان بھی فرمایا۔ خاکسار اوپر حوالے درج کر چکا ہے۔ چنانچہ مبارک احمد صاحب ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن فوت ہو گئے۔ یہاں یہ حقیقت بھی یاد رکھیں کہ حضورؑ مبارک احمد کی زندگی میں بھی کئی دفعہ زکی غلام کی بشارتیں بذریعہ الہامات ہوتی رہیں اور آپؑ اسے فوراً چھپواتے رہے۔ ذیل میں یہ چاروں مبشر الہامات جو مبارک احمد صاحب کی زندگی میں ہوئے قارئین کرام کیلئے درج کرتا ہوں۔

(۱) ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ ”اَنَا نَبِيُّرُكَّ بِغَلَامٍ نَافِلَةٍ لَكَ۔ نَافِلَةٌ مِّنْ عِنْدِي۔“ ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ ہماری طرف سے نافلہ ہے۔

(تذکرہ صفحہ ۵۰۰ / روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۲) ۲۶ مارچ ۱۹۰۶ء۔ ”اَنَا نَبِيُّرُكَّ بِغَلَامٍ نَافِلَةٍ لَكَ۔“ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔ جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔ (تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰

نمبر ۱۰، ۲۳ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۳) ۱۹۰۶ء۔ ”اَنَا نَبِيُّرُكَّ بِغَلَامٍ مَّقْطُورٍ الْحَقِّ وَالْعَلَايِ كَمَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔“ ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔ گویا آسمان سے

☆ کیا جب حضرت مریم علیہ السلام کو زکی غلام (مسح عیسیٰ ابن مریم) کی بشارت ہوئی اس وقت حضرت عیسیٰ ابن مریم کا وجود دنیا میں تھا؟ ہرگز نہیں۔

☆ کیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کی بشارت ہوئی (جن کا بد نصیبی سے عیسائی اور یہودی آج تک انتظار کر رہے ہیں) تو کیا آپ ﷺ اس دنیا میں موجود تھے؟ ہرگز موجود نہیں تھے۔

اسی طرح حضرت مہدیؑ (جو کہ محمدی مریم تھے) کے زکی غلام نے بھی اپنے آخری مبشر الہام کے بعد پیدا ہونا تھا۔ ورنہ خدا پر نعوذ باللہ حرزہ گوئی کا الزام اور اپنی سنت تبدیل کرنے کا الزام جاتا ہے۔ جو کہ کسی طرح سے بھی ممکن نہیں۔

اسکے علاوہ ہمیں یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ وہ تمام الہامات جو حضرت مہدیؑ پر خلیفہ ثانیؑ کی پیدائش کے بعد نازل ہوئے کیا وہ نعوذ باللہ غلط تھے یا قرآن کریم میں وارد سنت الہی کے خلاف تھے؟ مگر ایسی جرات کوئی باشعور احمدی نہیں کر سکتا کیونکہ ہر سچا احمدی حضورؐ کی درج ذیل عبارتوں سے اچھی طرح واقف ہے اور یقین رکھتا ہے کہ آپکا ہر الہام خدا کی طرف سے تھا۔ حضورؐ فرماتے ہیں: ”وان كان الامر خلاف ذلك على فرض المحال فيبذنا كلكه من ايدينا كالمتماع الرذی ومادة السعال۔“ (روحانی خزائن جلد ۵، آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱) اگر میری وحی قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے تھوک کی طرح پھینک دوں۔

آپ علیہ السلام نے اپنی تالیفات میں بڑا زور دے کر فرمایا ہے کہ ہر سچا الہام اُسی الہی سنت کے مطابق ہونا چاہیے جو کہ قرآن کریم میں وارد ہو چکی ہے۔ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک الہام سچا بھی ہو اور وہ ہو بھی قرآنی سنت کے برخلاف۔ آپؐ فرماتے ہیں۔

”یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کیلئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مہین اور پیشرو کے ہے جو قرآن میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔“ (انوار الاسلام، مطبوعہ ۱۸۹۵ء۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۹۱)

مندرجہ بالا تمام حقائق صاف طور پر ثابت کرتے ہیں کہ خلیفہ ثانیؑ ہرگز زکی غلام کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے بلکہ اس وجود نے بعد میں پیدا ہونا تھا۔ اور حضورؐ اپنے اجتہاد سے اسے اپنی جسمانی اولاد میں ڈھونڈتے رہے تھے۔ ایک اور اہم بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تین مبشر الہامات میں غلام کو نافلہ بھی قرار دیا ہے۔ حضورؐ نے نافلہ کو اپنا پوتا خیال کرتے ہوئے جب نافلہ سے متعلقہ الہامی بشارتوں کو اپنے پہلے پوتے نصیر احمد، ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد پر چسپاں کیا تو وہ پوتا بشیر خوارمی میں اللہ کو پیارا ہو گیا (حقیقتہ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸)۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں کہ حضورؐ نے اپنے جس لڑکے کو بھی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ٹھہرایا (یعنی اپنے اجتہاد سے نہ کہ خدا سے الہام پا کر) وہی لڑکا اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مثلاً بشیر اول اور پھر مبارک احمد۔ اور باقی تمام وہ لڑکے جن کو حضورؐ نے اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا وہ زندہ بھی رہے اور انہوں نے عمریں بھی پائیں۔ مثلاً۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد۔ اسی طرح حضورؐ نے نافلہ غلام کی بشارت کو اپنے جس پوتے پر منطبق کیا وہ پوتا فوت ہو گیا اور جن پر منطبق نہ کیا وہ زندہ رہے۔ خاکسار اپنی کم علمی کا اقرار کرتے ہوئے ایسا ہونے کی دو (۲) وجوہات سمجھتا ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ لوگ جو حضورؐ پر ایمان لائے ان کا امتحان لیا جائے کہ وہ کس قدر اپنے ایمان میں پختہ اور مضبوط ہیں۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اللہ کریم نے آپکی وفات کے بعد لوگوں پر ثابت کرنا تھا کہ وہ عظیم وجود جسے آپ مصلح موعود سمجھتے تھے اُس نے آپکی ذریت میں آئندہ بعد میں پیدا ہونا تھا۔ اے عزیزو! وہ زکی غلام مسیح الزماں آج آپکے سامنے کھڑا ہے۔ جس کا نام عبد الغفار ہے جو نہ کہ اس صدی کا سچا مجدد ہے بلکہ وہی مصلح موعود اور جماعت احمدیہ کا پہلا موعود وجود ہے جس کی انتظار حضورؐ، خلیفہ اول اور بہت سارے اصحاب احمد کو تھی۔ خدا آپ کو اسے پہچاننے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔ خدا نہ کرے کہ آپ بھی ایسے ہوں جن کے بارے میں کہا گیا تھا کہ ۔ خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق!

(۴) آیت استخلاف کی غلط تشریح کرنا اور کروانا۔ سب سے پہلے خاکسار آیت استخلاف جو کہ قرآن کریم کی سورہ نور کی آیت نمبر چھپن (۵۶) ہے تحریر کرتا ہے۔ اللہ

کریم فرماتا ہے۔ ”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يُعْبَدُونَ لَئِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْءٍ نَأَوْمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔“ (نور) ۵۶ اللہ (تعالیٰ) نے تم سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے اُن کیلئے پسند کیا ہے وہ اُن کیلئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور اُنکی خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کیلئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اسکے بعد بھی انکار کریں گے وہ فاسقوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

اس آیت میں اللہ کریم جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خلافت سے نوازا تھا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوئی۔ تاکہ حضرت موسیٰ کو دی گئی شریعت کی حفاظت اور دین موسیٰ

جو کہ اصل میں دین اسلام ہی تھا اسکی تجدید ہوتی چلی جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب حضرت محمد ﷺ سے بھی وعدہ فرمایا کہ میں تیرے دین اور تجھے دی گئی الہامی کتاب جو کہ قیامت تک بنی نوع انسان کی راہنمائی کیلئے زندہ اور کارآمد رہے گی اس مقدس کتاب جس کا نام قرآن ہے اسکی حفاظت کیلئے قیامت تک خود ایسے لوگ جو براہ راست میرے چنے ہوئے وجود ہوں گے (جس طرح اُمت موسویہ کو دیئے گئے تھے) عطا کرتا چلا جاؤں گا تا کہ وہ دین اور شریعت میں نئی پیدا ہونے والی غلط رسومات، شرک یا دوسری بدعات کو دور کرتے رہیں اور قرآن کریم میں چھپے ہوئے خزانوں کو وقت کی ضرورت کے مطابق ظاہر کرتے رہیں۔ یہاں ایک امر کی وضاحت کیے بغیر خاکسار سے رہا نہیں گیا یا محض خدا کا شکر ادا کرنے کی غرض سے تحریر کرتا ہوں کہ خدا نے ہم مسلمانوں پر اتنا بڑا احسان فرمایا کہ اُسکی مثال کسی دوسری اُمت میں نہیں ملتی۔ ہمیں ایک ایسا نبی اور کتاب عطا کی جو کہ تا قیامت زندہ رہے گی اور اب ہمیں کسی دوسری شریعت کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ یہاں ہرگز مقابلہ کرنا غرض نہیں ہے بلکہ اللہ کریم کا شکر یہ ادا کرنا غرض ہے۔ ہمیں دوسرے انبیاء کی اُمتوں کی طرح جن کی خلافت کی صف حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آ کر لپیٹ دی گئی نہیں بنایا بلکہ اپنے محبوب محمد عربی ﷺ سے وعدہ فرمایا کہ تیری الہامی خلافت (مجددیت) کو میں قیامت تک چلاتا چلا جاؤں گا۔ اور اس نعمت سے تمہاری اُمت کو کبھی بھی محروم نہیں ہونے دوں گا اور اس طرح تم پر اتارے ہوئے اپنے کلام کی حفاظت خود تا قیامت کرتا چلا جاؤں گا۔ کروڑوں بار خدا کا شکر ادا کریں تب بھی اس احسان کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا!

اب میں اصل مضمون کی طرف واپس آتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ خاکسار آگے چلے یہاں خلافت کی تمام اقسام کا ذکر اختصار کیساتھ کرنا چاہتا ہے تاکہ جو ابہام جماعت کے اندر پیدا ہو گیا ہے یا کر دیا گیا ہے اس کا حل نکل سکے۔

(۱) **خلافت نبوت**۔ یہ وہ خلافت کی قسم ہے جو خدا تعالیٰ براہ راست انبیاء کو عنایت فرماتا ہے یعنی خود انہیں چن کر اور تربیت دے کر کھڑا کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اُمت میں آپ کے بعد صرف اور صرف اُمتی اور ظلی یا بروزی نبی ہی آسکتے ہیں جو کہ آنحضرت ﷺ کی ظلیت سے باہر یا اپنی الگ سے شریعت لانیوالے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی تک صرف اور صرف حضرت مہدی موعود کی ذات ہی اس قسم کی خلافت کے دائرہ میں آتی ہے۔ یعنی آپؑ مجدد، مسیح اور مہدی اور ظلی نبی ہونے کے ناطے سے خدا کے خلیفہ ٹھہرے یا خلافت نبوت کے حامل ہوں۔

(۲) **خلافت علیٰ منہاج نبوت یا الہامی خلافت**۔ آنحضرت ﷺ کے بعد تمام مجددین جو کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے لے کر حضرت سید احمد شہید بریلوی اور پھر حضرت مسیح موعود کو بھی شامل کر کے اور پھر آئندہ تمام آنیوالے مجددین (خدا کے علم میں ہے کہ موعود کی غلام کے علاوہ اور کتنے ہوں گے) یہ تمام لوگ خلافت کی اس قسم میں آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کو بھی اس قسم میں شامل کرنے کی وجہ حضورؑ کا اپنا کلام ہے جو کہ درج ذیل ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”جن دلائل سے کوئی سچا نبی مانا جاسکتا ہے وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ میں بھی منہاج نبوت پر آیا ہوں۔“ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۸)

اسکے علاوہ خاکسار حضورؑ کے تین اور حوالے موجود ہیں جو کہ روز روشن کی طرح واضح کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے آنے کو خلافت علیٰ منہاج نبوت پر آنا ثابت کیا۔ مضمون کو مختصر رکھنے کی غرض سے باقی حوالے چھوڑتا ہوں مگر ریفرنس (reference) کے طور پر آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ خود درج ذیل صفحات پر پڑھ لیں۔ (۱) ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ تا ۲۵۹ (۲) ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۶ (۳) روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۲۲۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا سے براہ راست روح القدس پا کر کھڑے ہوتے ہیں اور دنیا والے اگر ہر طرح کی طاقت بھی استعمال کر لیں انہیں اپنے آنے کے مقصد میں ناکام نہیں کر سکتے بلکہ انبیاء کی طرح یہ لوگ اپنی آمد کی غرض پوری کر کے دنیا چھوڑتے ہیں۔

(۳) **انتخابی یا انتظامی خلافت**۔ انبیاء کے بعد جو لوگ بذریعہ انتخاب اُنکے جانشین بنتے ہیں وہ انتخابی یا انتظامی خلفاء کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ نبی کے بتائے احکامات پر چلتے اور اُمت کو چلاتے ہیں۔ انتظامی امور سرانجام دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے بعد خلفائے راشدین اور حضرت مہدی و مسیح موعود کے بعد اُنکے خلیفہ اس قسم کی خلافت میں آتے ہیں۔ اگر یہ لوگ نبی کے بتائے ہوئے احکامات میں ادل بدل کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں تو یہ خلافت کی قسم ملوکیت میں بدل جاتی ہے۔ خلافت اور ملوکیت میں تمیز کرنا جماعت کی اکثریت کیلئے مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ (باوجود دنیاوی لالچ یا نام کی خاطر کی گئی ادل بدل کے) اپنے آپ کو خلیفہ ہی کہلوارہے ہوتے ہیں۔ یزیدی اور عباسی ملوکیت اس کی مثالیں ہیں۔ لوگ کسی نہ کسی وجہ سے (جس میں ڈر خوف یا غلط فہمی وغیرہ شامل ہیں) ان راہ راست سے اُترے ہوئے لوگوں کی ابھی تک بیعت کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر پھر آخر کار خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اسکی روحانیت جوش مارتی ہے اور پھر خدا اس قوم کی اصلاح کی خاطر آسمانی پانی کی طرح رحمت برساتا ہے اور اپنا چٹا ہوا نمائندہ ان کی مدد کی غرض سے بھیج دیتا ہے تا لوگوں کو ان ظالم اور دنیا داروں سے نجات بخشنے۔ خدا کی یہ سنت قدیم سے ہے اور آیت استخلاف میں بھی اسی نعمت کی طرف اشارہ ہے۔

اس وقت جماعت احمدیہ کی اکثریت میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے جو کہ آیت استخلاف کی غلط تشریح کر کے پیدا کی گئی ہے کہ حضرت مہدی کی خلافت انتخابی خلافت ہونے کے باوجود

خلافت علی منہاج نبوت اور الہامی خلافت ہے۔ اور اب اس خلافت نے قیامت تک رہنا ہے۔ اور اب کسی خدا کے چنے ہوئے خلیفہ (نبی یا مجدد) کی ضرورت نہیں رہی۔ گویا کہ ہم نے قرآن کے تمام خزانے جو کہ آئندہ زمانوں کیلئے بھی محفوظ تھے ہم نے ان کو پالیا ہے۔ اور اب ہمارے بھٹکنے اور بگڑنے کا کوئی امکان تا قیامت باقی نہیں رہا کیونکہ ہم مکمل طور پر اصلاح پا چکے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جن کو خاکسار و پردرچ کر چکا ہے کہ ہر نبی کے بعد خلافت اور ہر خلافت کے بعد ملکیت ہوتی ہے جس کے حضرت احمدؓ اور اصحاب احمدؓ بھی قائل تھے اب نعوذ باللہ منسوخ ہو گئی ہیں۔ اور پھر خدا کے وعدے کہ قیامت تک قرآن کی حفاظت کیلئے وہ خود اپنے چنے ہوئے مجددین دینا چلا جائے گا بلکہ انبیاء (ظلی) بھی دے سکتا ہے۔۔۔ یہ سارے وعدے نعوذ باللہ خدا نے وفا نہیں کیے اور یہ کہ الوصیت میں حضورؐ کی نصیحت کہ **”جب تک خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔“** محض ایک عبارت تھی نعوذ باللہ! جیسے کہ میں نے اوپر درج کیا ہے کہ روح القدس پا کر کھڑا ہونا والا (یعنی نبی یا مجدد یا محدث) دنیا کے تمام لوگوں کی تدابیر کے باوجود بھی اپنے مقاصد (جو کہ خدا کے علم میں ہوتے ہیں یا اس منتخب شدہ خدا کے نمائندہ پر خدا کے بتانے پر کھلتے ہیں) پورے کیے بغیر کسی قیمت پر بھی اس دنیا سے نہیں اٹھایا جاتا یا اگر وہ خود بھی چاہے (جیسے حضرت موسیٰ نے کئی دفعہ معذرت کرنے کی کوشش کی) پھر بھی خدائی کام کو پورا کرنے کے بغیر اس دنیا سے رخصت نہیں ہوتا۔ اگر یہ سچ ہے اور ہاں اسکی سچائی کا ثبوت ہمیں لاکھوں انبیاء اور پھر اُمت محمدیہ میں مجددین کی شکل میں کھلا کھلا نظر آتا ہے کہ یہ لوگ نہ کسی کے بٹھانے سے اور نہ اپنے چاہنے سے اپنے مشن اور کام سے رخصت لے سکتے ہیں۔ مثلاً فرعون کی شدید مخالفت، عیسیٰؑ پر یہودیوں کے ان گنت مظالم، قریش مکہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب و روز مصائب اور مظالم کی چکی سے گزارنا اور پھر اس دور میں حضرت مہدیؑ پر کفر کے فتاویٰ اور قتل کی دھمکیاں یہ سب کچھ ان خدا کے روح القدس پا کر کھڑے ہونے والے نمائندوں کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے اور یہ تمام لوگ خدا کا دیا ہوا کام پورا کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔

اب اسکے مقابل پر جو انسانوں کے انتخاب شدہ انبیاء کے خلفاء ہوتے ہیں انکی حالت پر غور فرمائیں۔ حضرت ابوبکرؓ اپنے انتخاب کے فوراً بعد فرماتے ہیں اگر تم لوگ چاہو تو میں خلافت کی گدی سے اتر جاتا ہوں اور تم چاہو تو عمرؓ یا ابو عبیدہؓ کی بیعت کر لو۔ اور اگر میں کوئی کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور شریعت سے ہٹ کر کروں تو میری اطاعت نہ کرنا بلکہ چاہو تو مجھے خلافت کے عہدے سے اُتار دینا۔ یہی نظریات حضرت عمر بن خطابؓ کے خلافت کے دوران تھے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ابوبکرؓ یا عمرؓ روح القدس پا کر کھڑے ہوئے تھے تو کسی کی کیا مجال تھی انکی اپنی بھی کیا مجال تھی کہ یہ کہتے کہ تم چاہو تو کسی دوسرے صاحب کی بیعت کر لو یا تم مجھے خلافت سے اُتار سکتے ہو وغیرہ وغیرہ۔ اب امید ہے میرے عزیزو! آپ پر یہ نقطہ اچھی طرح کھل گیا ہوگا کہ ان الہامی اور انتخابی خلفاء میں کیا فرق ہے؟ یہ ایک فرق نمایاں ہے جسے نظر انداز کیا ہی نہیں جاسکتا۔ شرط تقویٰ اور شعور کا ہونا ہے۔ افراد جماعت میں آیت استخفاف کے ضمن میں بہت ساری مندرجہ بالا غلط فہمیوں اور ابہام کے علاوہ ایک اور بڑی غلط فہمی یہ پیدا کی گئی ہے کہ حضرت مہدیؑ کے انتخابی خلفاء خدا سے روح القدس پا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ گویا ان کا مقام الہامی خلفاء کے برابر ہے جو انبیاء اور مجددین کے علاوہ کسی اور کو یہ مقام حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اوپر بیان کر آیا ہوں کہ یہ مقام تو حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کو بھی حاصل نہ تھا کیونکہ آپ لوگوں کے منتخب ہونے کے بعد بھی بقول اُنکے اُمت انہیں خلافت سے اُتار سکتی تھی اور وہ خود ان کو اختیار دے رہے ہیں کہ آپ ہمیں ہماری غیر شرعی کاروائی پر کھینچ کر خلافت کی گدی سے اُتار سکتے ہیں۔ کیا ایسا کسی نبی یا مجدد کیساتھ اُمت کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ کوئی انسان حتیٰ کہ ساری اُمت بھی کسی نبی یا مجدد کو اُس کو خدا کے دیئے ہوئے مقام سے محروم نہیں کر سکتی۔ کیونکہ جسے خدا کھڑا کر دے اُسے کون بٹھا سکتا ہے۔ کون خدا سے زیادہ قوی ہے؟ ہرگز کوئی نہیں۔ اب سوال ہے کہ کیا حضرت مہدیؑ کے خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء سے بھی بڑا مقام رکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ تو روح القدس کے بغیر کھڑے ہوں اور جماعت احمدیہ کے خلفاء روح القدس لے کر منتخب ہو جائیں۔ خدا کی خاطر غور و فکر سے کام لیں اور خدا کی ناراضگی مول لینے والے نہ بنیں۔ جس کا جتنا مقام ہو اس سے زائد دے کر افتراء سے کام نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آیت استخفاف کے حقیقی مفہوم سے آگاہ کرتے ہوئے غلام مسیح الزماں کو قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

ہم جیسے سادہ دلوں کی نیاز مندی سے بتوں نے کی ہیں جہاں میں خدائیاں کیا کیا

(۵) **مجددیت کو ہمیشہ ہمیش کیلئے ختم کرنے کی کوشش**۔ اے عزیز بھائی اور بہنو! یہ غلط عقیدہ جماعت میں شروع سے نہ تھا بلکہ اس وقت اسے پیدا کیا گیا جب حضرت مہدیؑ کے بعد انیوالی صدی قریب آ رہی تھی اور لوگ (احباب جماعت) اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر حضرت مہدیؑ کے احکامات کے عین مطابق خدا کے خلیفہ یعنی اس صدی کے مجدد کا انتظار کر رہے تھے یا کم از کم اُنکے ذہنوں میں اس صدی کے مجدد کے ظہور کیلئے دعاؤں کی تحریک پیدا ہو رہی تھی۔ چنانچہ خلیفہ ثالثؑ نے اپنے خطبات میں یہ پیغام دینا شروع کر دیا جو کہ جماعت احمدیہ میں بالکل ایک نئی بات تھی مگر چونکہ نظام جماعت نے احباب جماعت کو اطاعت کی نیند سلا رکھا ہے اور کسی کو یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ حق اور صدق کے خلاف کہی ہوئی بات کیلئے کھڑا ہو سکے اور اصلاح کرنے کی کوشش کر سکے اور اگر کوئی حوصلہ کر ہی لے تو اُسے اور اُسکے خاندان کو شدید مصائب سے گزارا جاتا

ہے اور اگر پھر بھی وہ حق بات کہنے سے باز نہ آئے تو پہلے اخراج اور وصیت کی منسوخی کی دھمکیاں اور بعد ازاں اخراج اور وصیت کی منسوخی کر ہی دی جاتی ہے۔ بد نصیبی سے ایسا ۱۹۱۴ء سے ہو رہا ہے اور ہوتا چلا آ رہا ہے۔ جو کہ حضورؐ کی جماعت کیلئے ایک بڑا ابتلاء بن گیا ہے۔

حضرت خلیفہ اولؒ بلکہ حضرت خلیفہ ثانیؒ دونوں اور جماعت کے بڑے بڑے دعا گو بزرگ اور اصحاب احمد بھی اپنے پیارے مہدی مسعودؒ کی طرح اس بات کے قائل تھے اور مکمل ایمان رکھتے تھے کہ خدا تعالیٰ اپنے کلام کے مطابق اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد عین بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند چین کر قیامت تک ہماری راہنمائی کرتا چلا جائے گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ **”إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ مَسْنَنٍ مَّنْ يُجِدُّ ذُلَّهَا دِينَهَا“** رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کیلئے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اسکے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۷۱ بحوالہ سنن ابوداؤد جلد ۲ کتاب الملحم)

حضرت مسیح الموعودؑ نے اس حدیث کو نہ صرف سچا قرار دیا بلکہ اپنے دعویٰ کی سچائی کیلئے بطور دلیل بھی استعمال فرمایا۔ اسکے علاوہ آپ نے دنیا میں اپنے آخری دن تک یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد یعنی میری بعثت کے بعد یہ حدیث ہمیشہ کیلئے متروک ہو جائے گی بلکہ اسکی تصدیق کرتے ہوئے بڑے کھلے کھلے الفاظ میں بار بار فرمایا کہ خدا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے وعدہ کے مطابق تاقیامت مجددین کا سلسلہ چلتا چلا جائے گا۔ حضورؐ کی تحریرات میں سے چنداقتباسات ذیل میں درج کرتا ہوں جس سے آپ پر آپ کا اس معاملہ میں عقیدہ کھل کر سامنے آجائے گا۔

(۱) ”اول وہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تو اتر معنوی تک پہنچ گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ **ہر ایک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا** جو دین کو پھر تازہ کرے گا۔“ (آئین کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴۰)

(۲) ”جاننا چاہیے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ **خدا تعالیٰ اس امت کی اصلاح کیلئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہے گا** جو اس کے دین کو نیا کرے گا۔“ (نشان آسمانی۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۷۸)

(۳) ”یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کیلئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور مجدد وقت ان قوتوں اور ملکوں اور کمالات کیساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاہد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اس طرح کرتا رہے گا جب تک کہ اس کو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح دنیا میں باقی رہیں۔“ (شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۲)

(۴) ”تعجب کی بات ہے کہ تجدید کا قانون یہ روز مژہ دیکھتے ہیں۔ ایک ہفتہ کے بعد کپڑے بھی میلے ہو جاتے ہیں اور ان کے دھلنے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن کیا پوری صدی گزر جانے کے بعد بھی مجدد کی ضرورت نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا۔ کہ **ہر صدی کے سر پر ایک مجدد اصلاح خلق کیلئے آتا ہے۔**“ (ملفوظات جلد ۳ صفحات ۲۵۴-۲۵۵)

(۵) ”یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کی پیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجدد دوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے احراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے **وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ**۔ یعنی بعد اس کے جو خلیفے (مجدد۔ ناقل) بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔“ (شہادت القرآن۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۴)

(۶) ”غرض یہ بات کوئی نرالی اور نئی نہیں ہے کہ **ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آتا ہے۔**“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳)

خاکسار اس طرح کے کم از کم تیس (۳۰) حوالے حضورؐ کی کتب میں سیاق و سباق کیساتھ پڑھ چکا ہے۔ مگر مضمون میں اختصار کی غرض سے یہ پانچ ہی کافی سمجھتا ہے۔ ویسے بھی کہتے ہیں کہ عقل مند کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اور میں اس امر میں کوئی شک نہیں رکھتا کہ آپ میں سے ہر ایک ماشاء اللہ کافی عقل مند اور دانائی کا حامل ہے۔ مجھے بعض ایسے بہن بھائی بھی ملے جنہوں نے یہ اعتراض کیا کہ مجدد کا ذکر قرآن میں تو نہیں اس لیے اب اس کا آنا مشکل ہے۔ ان کا یہ کہنا پریشانی کا باعث بنتا ہے کیونکہ باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ حضرت مہدیؑ کی تحریرات اور تقاریر یا مجلسوں میں کہی ہوئی باتیں قرآن کی تفسیر نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا آپ نے کوئی بات قرآن کریم سے ہٹ کر کہی۔ ہرگز نہیں۔ اگر ہم اس پر یقین رکھتے ہیں تو پھر حضورؐ نے تیس (۳۰) سے زائد مرتبہ مجددین کے سلسلہ کے جاری و ساری ہونے پر زور کیوں دیا؟ بہر حال ایسے لوگوں کیلئے حضورؐ کی ایک تحریر درج کرتا ہوں جو ثابت کرتی ہے کہ مجددین کے سلسلہ کا وعدہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

”یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے جو دین

کے اس حصہ کو تازہ کرتا ہے جس پر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ مجددوں کے بھیجے کا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے جو اُس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَآنَا لَهُ لَحَافِظُونَ میں فرمایا ہے۔ پس اس وعدہ کے موافق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے موافق جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے وحی پاک فرمائی تھی، یہ ضروری ہوا کہ اس صدی کے سر پر جس میں سے انیس (۱۹) برس گزر گئے کوئی مجدد اصلاح دین اور تجدید ملت کے لیے مبعوث ہوتا۔ اس سے پہلے کہ کوئی خدا تعالیٰ کا مورا اسکے الہام اور وحی سے مطلع ہو کر اپنے آپ کو ظاہر کرتا، مستعد اور سعید فطرتوں کیلئے ضروری تھا کہ وہ صدی کا سر آجانے پر نہایت اضطراب اور بے قراری کیساتھ اس **مرد آسمانی** کی تلاش کرتے اور اُس آواز کے سننے کیلئے ہمہ تن گوش ہو جاتے جو انہیں یہ مژدہ سناتی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں۔‘ (ملفوظات جلد ۴ صفحات ۲)

اگر آپ بے بنیاد موجودہ نظام جماعت کی پیدا کردہ ضد کو چھوڑ کر تقویٰ کیساتھ غور کریں گے تو اب تک آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ یہ مجددین کا سلسلہ تا قیامت چلے گا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدیؑ سے بڑھ کر اس نظام جماعت کی اطاعت کرنا محض اور محض لغو امر ہوگا۔ اللہ کریم ہم سب کو سب لغویات سے نجات دے اور خدائی پیغام رساں جو کہ غلام مسیح الزماں کی صورت میں ہمارے دروازوں پر دستک دے رہا ہے ہم اُسے پہچان سکیں آمین ثم آمین۔ اب میں اُن ذمہ دار افراد کی طرف آتا ہوں جنہوں نے افراد جماعت میں یہ ابہام (واللہ عالم غلطی سے یادیدہ ودانستہ) پیدا کیا کہ اب کسی مجدد نے نہیں آنا اور ہم انتخابی خلیفہ تمام شیطانی رکاوٹوں سے پاک اور صاف ہیں۔ اور ہم خود ہی تا قیامت تجدید دین کیلئے کافی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ چنانچہ خلیفہ ثالثؑ فرماتے ہیں۔

(۱) ”پس مختصر یہ کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حکم و عدل مانا ہوا ہے۔ ہم یہ بات مانتے ہیں کہ آپ آخری مسیح، آخری خلیفہ اور آخری مجدد اور مجدد الف آخر یعنی مجدد ہزار برس کیلئے ہیں اور پھر یہ بھی کہ ہمارے رستے میں کوئی ایسی رکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے۔“ (تین اہم خطبات صفحہ ۴۳)

(۲) ”اس لئے اب اس سلسلہ میں کسی نئے آنیوالے (مجدد۔ ناقل) کی ہمیں ضرورت نہیں۔“ (ایضاً صفحہ ۴۱)

میرے بڑے ہی قابل احترام خلیفہ ثالثؑ درج بالا حوالوں میں فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت مہدیؑ کو اپنا حکم اور عدل مانا ہے۔ اگر واقعی مانا ہے تو پھر اس ضمن میں حضورؐ کے کئی درجنوں احکامات اور ارشادات کا انکار کیوں؟ پھر خلیفہ صاحب فرما رہے ہیں کہ ہمارے رستے میں اب کوئی رکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے۔ اس ضمن میں خاکسار دو (۲) امور کی طرف جو بے حد اہم ہیں آپ سب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہے۔ اولاً۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے انتخابی خلیفہ حضرت ابو بکرؓ (میرے نزدیک تا قیامت انتخابی خلیفوں میں سب سے بڑھ کر اعلیٰ اور بلند مقام رکھتے ہیں جس کی وجہ تمام نبیوں کے سردار کا پہلا جانشین بننے کیساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غار ثور کا رفیق جس کا قرآن کریم میں نام کے بغیر ذکر آیا ہے ہونا ہے) جو تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے بڑا مرتبہ رکھنے والا وجود تھے۔ اسکے علاوہ آپؐ کی سیرت میں کئی کتب لکھی جاسکتی ہیں مگر یہ موضوع میرے مضمون کے دائرہ میں نہیں آتا۔ جب یہ عظیم شخص خلافت کی گدی پر تمام اُمت کے اتفاق رائے سے بیٹھ گیا تو اس متقی مرد خدا نے بیعت کے وقت درج ذیل تقریر فرمائی۔

”صاحبو! میں تم پر حاکم مقرر کر دیا گیا، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھے کام کروں تو ان میں میری مدد کرو، اور اگر دیکھو کہ میں برائی کی طرف جا رہا ہوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ اے لوگو! تم میں سے جو ضعیف ہے، وہ میرے نزدیک قوی ہے، یہاں تک کہ میں اُس کا حق دلا دوں۔ انشاء اللہ۔ اور بظاہر زور و قوت رکھنے والا آدمی بھی میرے نزدیک کمزور ہے۔ یہاں تک کہ میں بے سہارا کمزور آدمی کا حق اُس سے دلا دوں انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیتی ہے، اس کو خدا نوار اور ذلیل کر کے چھوڑتا ہے اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جائے، خدا اُسکی مصیبت کو بھی عام کر دیتا ہے۔ میں خدا اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلوں تو تم لوگ میری اطاعت کرو۔ لیکن اگر میں خدا اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کو چھوڑ دوں، تو تم میں سے کسی ایک پر بھی میرا حکم نہیں چل سکتا۔ اچھا، اب نماز کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تم پر رحم فرمائے۔“ (اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اُنکے کارنامے صفحہ ۶۳ تا ۶۴ مطبوعہ فیروز سنز لاہور، مصنف نبی احمد سہا)

ایک دوسرے موقع پر یوں فرمایا۔

”میں صرف تمہاری مانند اُمت کا ایک فرد ہوں۔ میں تو مقررہ شریعت کا اتباع کر نیوالا ہوں۔ میں اس شریعت میں کوئی نئی چیز داخل نہیں کر سکتا۔ اگر میں سیدھا رہوں تو میری تابعداری کرو، اگر میں شریعت کے احکام سے منحرف ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو۔ یہ بھی سن لو کہ میرا بھی شیطان ہے جو مجھے آچھٹتا ہے پس جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔“

میرے عزیزو! اگر حضرت ابو بکرؓ کہہ رہے ہیں کہ میں بھی شیطان سے محفوظ نہیں رہ سکتا تو حضرت خلیفہ ثالثؑ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے رستے میں اب کوئی رکاوٹ نہیں جو ہمیں برائی کی طرف لے جائے۔ ثانیاً۔ یہ کہ ایسا دعویٰ تو انبیاءؑ نے بھی نہیں کیا کہ ہم شیطان سے محفوظ ہیں اور اب مکمل طور ہم سب برائی سے تاحیات پاک رہیں گے۔ مثلاً حضرت

یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَمَا أُبْرِي نَفْسِي إِلَّا النَّفْسَ لَأَمَّا رَبِّ السُّوءِ إِلَّا مَارَ جَمْرٍ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ (یوسف - ۵۴) اور میں اپنے نفس کو (ہر قسم کی غلطی سے) بری قرار نہیں دیتا کیونکہ (انسانی) نفس سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم کرے بری باتوں کا حکم دینے پر بہت دلیر ہے۔

خدا کی خاطر اندھی اطاعت کا پردہ ہٹا کر دیکھیں۔ اُمید ہے اللہ کریم آپ پر بھی رحم فرمادے گا۔ اسکے بعد میرے بے حد قابل احترام خلیفہ رابع فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی (اوپر درج شدہ حدیث۔ ناقل) میں مجددین کیلئے قیامت تک آنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لیے مجدد کا سوال ہی نہیں رہتا۔۔۔ کوئی مجدد نہیں آئے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (خطبہ جمعہ ۲۷ اگست ۱۹۹۳ء)

اب آخر میں محترم مرزا مسرور احمد صاحب بھی قرآن کریم، احادیث نبویٰ اور احکامات حضرت مہدیؑ کے برخلاف فرماتے ہیں۔

”نہ ہی قرآن میں اور نہ ہی حدیث میں مجددین کا ذکر ملتا ہے۔“ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (خطبہ جمعہ ۱۰ جون ۲۰۱۱ء۔ ۳۵ سے ۳۷ منٹ تک کا حصہ)

قارئین کرام! فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کیا آپ قرآن، احادیث نبویٰ اور اس دور کے حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح و امام مہدیؑ کا ساتھ دیں گے یا کہ ان بے بنیاد اور غیر شرعی بیانات دینے والوں کا ساتھ دیں گے۔ قیامت والے دن اب آپ یہ نہ کہہ سکیں گے کہ آپ تک تو یہ پیغام پہنچا ہی نہیں تھا۔۔۔ دوستوں! نظر خدا کیلئے سید الخلق مصطفیٰ کیلئے حضرت مہدیؑ اپنے آقا و مولا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خوش خبری کو پھر سے تازہ کر کے لوگوں کیلئے تصدیق کر رہے ہیں کہ تم غم نہ کرو خدا نے عہد کر رکھا ہے کہ وہ تمہارا ہاتھ تاقیامت نہیں چھوڑے گا بلکہ تمہاری ہدایت اور راہ نمائی کیلئے ہمیشہ ہر صدی میں اپنا چہنچہا ہوا مجدد عطا کرتا چلا جائے گا۔ مگر خلیفہ ثالث کی طرح خلیفہ رابع بھی اُمت سے یہ نعمت خداوندی کا خیال دل سے نکالنے کیلئے اُنہیں مجبور کر رہے ہیں۔ مگر آپ سب یاد رکھنا کہ جب خدا کسی اُمت کو کوئی نعمت دینے کا عہد کر لے تو دنیا کی کوئی طاقت اُسے ایسا کرنے سے روک نہیں سکتی۔ خدا کی قسم وہ زندہ خدا ہمیں کبھی اس نعمت سے محروم نہیں کرے گا۔ وہ ہمارا ہاتھ کبھی نہیں چھوڑے گا کیونکہ اُسکے آسمانی پانی کے بغیر ہماری زمینی زندگی ہمیشہ کیلئے قائم نہیں رہ سکتی۔ اُس کا آسمانی نور جو کہ اُسکے چنے ہوئے لوگوں کی شکل میں ہمارے پاس پہنچتا ہے ہمیشہ تاقیامت آتا رہے گا کیونکہ وہ قادر خدا جانتا ہے کہ میری مدد کے بغیر میرے بندے گمراہی کی طرف جاسکتے ہیں اور آخر کار اندھے ہو کر ظلمتوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ جس طرح قرآن، احادیث اور احکامات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہوتے ہوئے خدا نے پھر بھی اس اپنی محبوب اُمت کا ہاتھ نہیں چھوڑا بلکہ ہر صدی کے سر پر اپنے مجددین بھیج کر ہمیں ظلمتوں سے دور رکھا اور پھر مشیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مہدیؑ و مسیح موعودؑ کی شکل میں ہمیں دیا جس نے تقریباً تقریباً مردہ اُمت میں پھر سے زندگی کی سانسیں بھر دیں۔ اسی طرح وہ زندہ خدا آئندہ بھی اپنی سنت کے مطابق ایسا کرتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

آپ سب آنکھیں کھولیں اور اس صدی کے مجدد اور حضرت مہدیؑ و مسیح موعودؑ کے موعود کی غلام جسے آپ صلح موعود کہہ کر بھی پکارتے رہے اسے پہچاننے میں دیر نہ کریں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کب لقمہ اجل بن جائیں۔ جو لوگ آج مجددیت کا دروازہ بند کر رہے ہیں اُنکی حالت اُنہیں لوگوں کی طرح ہے جو نبوت کا درازہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند کر کے مکمل طور پر مایوسی کی نیند سو گئے ہیں۔ خدا آپ کو ایسی مایوسی سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ ان راہوں پر چلنا آسان نہیں۔ پیدائشی اور پرانے خیالات کو چھوڑنا مرنے کے مترادف ہے اور قربانیاں چاہتا ہے۔ خاکسار اس وقت ان تکالیف اور مصائب کا مزہ چکھ رہا، ہے اور اپنے خدا کا شکر گزار ہے کہ اُس نے مجھ ایسے نالائق کو اپنے چنے ہوئے موعود کی غلام کو پہچان لینے کا اعزاز بخشا۔ میری درد دل سے دعا ہے کہ آپ پر بھی خدا کا یہ فضل جلد ظاہر ہو اور آپ بھی دین کے نام پر اسی سیری سے نجات پائیے۔ آمین۔

وَاحْزِدْ دَعْوَهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

والسلام

خاکسار

سید مولود احمد بقلم خود

۲۷ جولائی ۲۰۱۱ء

☆☆☆☆☆☆☆☆